AL-AHQAQ **Recognized by HEC in Y-Category**
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/9 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.4, Issue.1 (2026) PRINT - ISSN- 3006-5941

قوامیت کا تصور اور اس کے عملی مصداقات: اسلامی تفسیری ادب کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ

The Concept of Qawwamiyah and its Practical Manifestations: A Research Study in the Light of Islamic Exegetical Literature

DR. ILYAS AHMAD
Lecturer, Islamic Studies, SBB University Sheringal, Dir Upper KPK
Email. Ilyasahmad99@gmail.com

DR.AFTAB AHMAD
Assistant Professor, Islamic Studies, SBB University Sheringal, Dir Upper KPK
Email. dr.aftabahmad@sbbu.edu.pk

DR.SARZAMEEN KHAN
Theology Teacher, Govt High School Meena, Malakand, KPK
Email. sarzamin.mscr404@iiu.edu.pk

Abstract:

This article explores the multi-faceted concept of Qawwamiyah (Guardianship and Authority) as interpreted by Classical and Traditional Muslim Exegetes. By synthesizing the views of authorities such as Imams Mujahid, Tabari, Maturidi, Razi, and others, the study elucidates that *Qawwamiyah* is primarily an administrative and protective responsibility rather than a tool of domination. The analysis begins with the Occasion of Revelation (Shan-e-Nuzul), highlighting a pivotal shift where divine revelation replaced a decree of *Qisas* (Retaliation) for a domestic dispute with the principle of male guardianship, thereby establishing a unique legal framework for household discipline. The exegetes categorize the foundations of this authority into two realms: Innate/Divine (Wahbi), involving physical and decisiveness traits suited for leadership; and Acquired/Financial (Kasbi), rooted in the husband's obligation to provide dower and maintenance. The article further examines the socio-legal manifestations of this concept, ranging from political metaphors of leadership to psychological distinctions in temperament. While some scholars focus on the disciplinary authority granted to men, others, like Imam Qushayri and Ibn Ajiba, emphasize the moral and spiritual dimensions, viewing *Qawwamiyah* as a duty of care, service, and self-discipline. The study concludes that the essence of *Qawwamiyah* lies in maintaining a balanced familial order where authority is inextricably linked to financial and protective accountability, ensuring the stability of the family unit.

Keywords

Qawwamiyah, Financial Maintenance, Nafaqah, Administrative Leadership, Wilayah, Domestic Discipline, Tadib, Classical Exegesis, Infaq, Islamic Jurisprudence, Gender Roles, Marital Rights, Qisas.

زیرِ نظر مقالہ اسلامی عائلی نظام کے مرکزِ ثقل" قوامیت "کے تصور کا کلاسیکی اور جدید تفسیری ادب کی روشنی میں ایک ہمہ جہت علمی و تحقیقی احاطہ کرتا ہے۔ عصری سماجی و قانونی مباحث میں جہاں صنفی مساوات کے مغربی تصورات کے غلبے کی وجہ سے قوامیت کو ایک آلہٗ جبر یا مردانہ بالادستی کا تمغہ سمجھا جاتا ہے، وہاں مفسرینِ کرام کے علمی استنباطات یہ واضح کرتے ہیں کہ یہ درحقیقت ایک بھاری انتظامی بوجھ اور حفاظتی فریضہ ہے۔ اس مطالعے کا آغاز قوامیت کے لغوی و اصطلاحی ارتقاء سے ہوتا ہے، جہاں" قوام "کے مبالغہ آمیز صیغے کی بلاغت کو واضح کیا گیا ہے کہ یہ محض حاکمیت نہیں بلکہ دائمی نگرانی اور مصلحتِ عامہ کے قیام کا نام ہے۔ تحقیق کا ایک بنیادی حصہ اسبابِ نزول (Asbab al-Nuzul) کے اس تاریخی موڑ کا تجزیہ کرتا ہے جس میں وحیِ الٰہی نے ایک گھریلو تنازعے میں قصاص (Retaliation) کے ابتدائی فیصلے کو قوامیت کے الٰہی ضابطے سے بدل کر عائلی نظم و ضبط کے لیے ایک انوکھا قانونی فریم ورک فراہم کیا۔ مقالے میں قوامیت کی اساس کو دو بڑے ستونوں: فضیلتِ وہبی (فطری و حیاتیاتی ساخت) اور فضیلتِ کسبی (مالی و معاشی ذمہ داری) میں تقسیم کر کے ہر ایک کی تفصیلی عقلی و نقلی توجیہ پیش کی گئی ہے۔ کلاسیکی مفسرین جیسے امام طبریؒ، امام ماتریدیؒ، اور امام رازیؒ کے افکار سے لے کر جدید مفکرین جیسے علامہ رشید رضاؒ اور علامہ ابن عاشورؒ کے عمرانی نظریات تک، یہ مقالہ ثابت کرتا ہے کہ قوامیت کا منصب مالی جوابدہی اور تحفظ کی فراہمی سے مشروط ہے۔ اگر معاشی کفالت کا ستون گر جائے، تو مفسرین کے نزدیک قوامیت کی قانونی عمارت بھی متزلزل ہو جاتی ہے۔ آخر میں، یہ مطالعہ قوامیت کے عملی مصداقات جیسے تادیبِ اصلاحی (Tadib)، انتظامی صوابدید، اور مالیاتی فرائض کی حدود متعین کرتا ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ یہ نظامِ فطرت کے عین مطابق خاندان کے استحکام کا ضامن ہے۔

پس منظر اور تمہید(Background and Introduction)

انسانی تہذیب کی قدیم ترین اور مقدس ترین اکائی" خاندان "ہے، جسے اسلامی فکر میں ایک" مملکتِ صغریٰ (Kingdom in Miniature) "کی حیثیت حاصل ہے۔ جس طرح کسی بڑی ریاست کی بقا، استحکام اور فلاح و بہبود کے لیے ایک مرکزِ قوت، ایک حتمی فیصلہ ساز اتھارٹی اور ایک مدبر سربراہ کا ہونا ناگزیر ہے، بعینہٖ خاندانی یونٹ کی سالمیت کے لیے بھی ایک انتظامی قیادت کی ضرورت مسلم ہے۔ قرآنِ حکیم نے اسی سماجی اور انتظامی سربراہی کو" قوامیت "کے جامع اور بلیغ لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ اصطلاح محض کسی صنف کی دوسری صنف پر برتری کا اعلان نہیں ہے، بلکہ یہ ایک نہایت پیچیدہ اور ذمہ دارانہ نظامِ تقسیمِ کار (Division of Labor) کا نقطہٗ آغاز ہے، جس پر پورے عائلی ڈھانچے کا دارومدار ہے۔ عصرِ حاضر کے معاشی اور سماجی تناظر میں، جہاں انفرادی آزادیوں اور صنفی برابری کے لبرل تصورات نے خاندانی اقدار کو چیلنج کیا ہے، قوامیت کے تصور کو اکثر غلط فہمیوں کی گرد میں چھپا دیا جاتا ہے۔ نقاد اسے مردانہ بالادستی اور استحصال کا ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ تاہم، جب ہم تفسیری ادب کی گہرائی میں اترتے ہیں، تو یہ واضح ہوتا ہے کہ قوامیت کوئی" امتیازی تمغہ "نہیں بلکہ ایک" انتظامی منصب "ہے جو بھاری شرائط اور معاشی ذمہ داریوں کے ساتھ منتھی ہے۔ اسلامی عائلی قانون کی اساس اس فلسفے پر کھڑی ہے کہ حقوق اور فرائض کے مابین ایک ایسا فطری توازن قائم ہو جس میں ہر فریق اپنی حیاتیاتی اور نفسیاتی استعداد کے مطابق کردار ادا کر سکے۔ اگر مرد کو خاندان کا نگران بنایا گیا ہے، تو اس کے بدلے میں اس پر مہر، نفقہ، رہائش، علاج اور مکمل مالی کفالت کا وہ بوجھ ڈالا گیا ہے جس سے عورت کو مکمل مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ اتھارٹی مطلق العنان ہے؟ مفسرینِ کرام نے اس کا جواب" نفی "میں دیا ہے۔ قوامیت دراصل معاشی جوابدہی اور

حفاظتی فریضے کے ترازو کو متوازن کرتی ہے۔ یہ اتھارٹی محض" حکم صادر کرنے "کے لیے نہیں، بلکہ عورت کی عزت، آبرو، جذبات اور اموال کی حفاظت کے لیے ایک فولادی ڈھال کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگر خاندانی قیادت کے اس مرکز کو ختم کر دیا جائے تو ذمہ داریوں کا تعین ناممکن ہو جائے گا، جس کے نتیجے میں خاندان کے اندر ایک مستقل" مسابقتی فضا (Competitive Landscape) "جنم لے گی، جو بالآخر گھر کے امن اور بچوں کی تربیت کو غارت کر دے گی۔ تفسیر المنار کے الفاظ میں، خاندان کی یہ چھوٹی مملکت اپنے اندر وہی ضروریات رکھتی ہے جو ایک بڑی ریاست کو درکار ہوتی ہیں۔ اگر ریاست میں وزارتِ دفاع، وزارتِ خارجہ اور وزارتِ مالیات کا بوجھ ایک فریق (مرد) پر ہے، تو وزارتِ داخلہ اور تعلیم و تربیت کا شعبہ دوسرے فریق (عورت) کے پاس ہے۔ قوامیت اسی" صدارتی منصب "کا نام ہے جو بیرونی طوفانوں کے سامنے خاندان کا دفاع کرتا ہے۔ لہذا، اس کا مطالعہ اس لیے ضروری ہے تاکہ یہ ثابت کیا جا سکے کہ یہ نظامِ قدرت کے عین مطابق ایک فعال سماجی ضرورت ہے، نہ کہ ظلم کا کوئی قدیم آلہ۔ یہ ایک ایسی ذمہ داری ہے جسے مفسرین" حقِ خدمت "سے تعبیر کرتے ہیں، جس کا مقصد عورت کا وقار بلند کرنا اور اسے معاشی تنگ و دو کی تلخیوں سے بچا کر ایک پرسکون ماحول فراہم کرنا ہے[1]۔

قوامیت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم (Linguistic and Technical Definition)

شرعی اصطلاحات کی تفہیم میں لسانی باریکیوں کا ادراک نہایت ضروری ہے، کیونکہ وحیِ الٰہی کے الفاظ اپنے اندر قانون کی روح سموئے ہوئے ہوتے ہیں۔

لفظ قوام کا لغوی تجزیہ:

لفظ" قوام "عربی لغت میں" قیام "سے مشتق ہے اور یہ صیغہ مبالغہ ہے۔ امام راغب اصفہانیؒ اور امام بغویؒ کی لسانی تحقیقات کے مطابق،" قائم "اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی کام کے لیے کھڑا ہو، لیکن" قوام "اور" قیم "اس شخصیت کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے کے معاملات کی مستقل دیکھ بھال، اس کے مصالح (بہتری) کی نگرانی اور اسے اپنی پوری توجہ، محنت اور اجتہاد کے ساتھ محفوظ رکھنے کا ذمہ دار ہو۔" قوام " میں" قیم "سے زیادہ مبالغہ اور استمرار پایا جاتا ہے، جو اس بات کی علامت ہے کہ یہ نگرانی کوئی وقتی عمل نہیں بلکہ ایک دائمی فریضہ ہے[2]۔

قوام کا اصطلاحی و فنی مفہوم:

اسلامی فقہ اور تفسیری اصطلاح میں قوامیت سے مراد مرد کا اپنی اہلیہ پر وہ انتظامی اور تربیتی حق ہے جو اسے خاندان کے نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کے لیے عطا کیا گیا ہے۔ مفسرین نے اس کے تین بنیادی ستون بیان کیے ہیں:

1. **ولایت (Guardianship):** یہ محض مالی نگرانی نہیں بلکہ عورت کے حقوق، اس کی جان اور اس کی آبرو کی ہمہ وقت حفاظت ہے۔
2. **سیاست و تدبیر (Administration):** گھر کے اندرونی و بیرونی معاملات میں حتمی فیصلے کی قوت تاکہ نظامِ زندگی کسی تعطل کا شکار نہ ہو۔ یہ سیاسی اصطلاح میں" قیام الولاۃ علی الرعیۃ "(رعایا پر حکمران کی نگرانی) کے مماثل ہے[3]۔
3. **تادیب و اصلاح (Reformative Discipline):** یہ ایک مربیانہ حق ہے جس کا مقصد اہلیہ کو اللہ کی اطاعت اور عائلی حدود میں رکھنے کے لیے پیار، نصیحت اور بوقتِ ضرورت اصلاحی سختی سے کام لینا ہے[4]۔

مختصراً، قوام وہ ہے جو عورت کے مصالح کو قائم کرے، اس کی زندگی کی ڈور کو سلجھائے اور اس کے تحفظ کی راہ میں اپنی جان و مال کی بازی لگا

دے۔

شانِ نزول: قصاص سے قوامیت تک (The Occasion of Revelation)

قوامیت کے تصور کی قانونی اساس کو سمجھنے کے لیے اس کا تاریخی پس منظر اور شانِ نزول ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ تفسیری روایات، بالخصوص امام مجاہدؒ اور امام طبریؒ کے مطابق، یہ آیت ایک غیر معمولی واقعے کے نتیجے میں نازل ہوئی جس نے اسلامی عائلی قانون کا رخ متعین کر دیا۔ روایت ہے کہ حضرت سعد بن ربیعؓ (جو نقباء انصار میں سے تھے) کا اپنی اہلیہ حبیبہ بنت زیدؓ (یا خولہ بنت محمد بن مسلمہؓ) سے کوئی جھگڑا ہوا، جس کے دوران غصے میں آ کر انہوں نے اپنی بیوی کو تھپڑ مار دیا۔ اہلیہ کے والد (جو کہ اپنی بیٹی کی عزتِ نفس کے حوالے سے حساس تھے) انہیں لے کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی" : یارسول اللہ! میں نے اپنی معزز بیٹی ان کے نکاح میں دی اور انہوں نے اسے طمانچہ مارا"[5]۔ نبی کریم ﷺ نے انسانی برابری اور قصاص کے عمومی قانون کے تحت فوری طور پر حکم صادر فرمایا: «لِزَوْجِهَا الْقِصَاصُ».[6] (یعنی بیوی کو حق ہے کہ وہ بھی شوہر کو ویسا ہی تھپڑ مارے)۔ ابھی وہ لوگ قصاص کی تعمیل کے لیے واپس جا ہی رہے تھے کہ وحیِ الٰہی (جبرائیل علیہ السلام) نازل ہوئی اور آیت ٱلرِّجَالُ قَوَّٰمُونَ عَلَى ٱلنِّسَآءِ [النساء : 34][7] نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فوراً واپس بلوایا، قصاص کا حکم معطل کیا اور یہ آیت سنا کر ایک تاریخی جملہ ارشاد فرمایا": أَرَدْنَا أَمْرًا وَأَرَادَ اللَّهُ أَمْرًا غَيْرَهُ. وَمَا أَرَادَ اللَّهُ عز وجل خَيْرٌ) "ترجمہ: ہم نے ایک بات چاہی تھی اور اللہ نے دوسری بات چاہی، اور جو اللہ نے چاہا وہی سراسر بہتر ہے)[8]۔ اس واقعے نے ایک عظیم فقہی اصول کی بنیاد رکھی" : سدِ ذریعہ "اور" تحفظِ اخلاق "کے پیشِ نظر میاں بیوی کے درمیان گھریلو نظم و ضبط کے معاملات میں وہ عام قصاص جاری نہیں ہوگا جو اجنبی افراد کے درمیان ہوتا ہے۔ اگر تھپڑ پر قصاص کا سلسلہ شروع ہو جائے تو خاندان کی حرمت اور شوہر کی انتظامی ہیبت ختم ہو جائے گی، جس سے گھر کا ادارہ تباہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے مرد کو 'قوام' قرار دے کر اسے ایک خاص انتظامی اتھارٹی عطا کر دی تاکہ وہ خاندان کے ڈسپلن کو قائم رکھ سکے۔ اس واقعے سے یہ بھی ثابت ہوا کہ قوامیت محض ایک سماجی رواج نہیں بلکہ ایک الٰہی ضابطہ ہے جسے اللہ نے انسانی مصلحت پر مقدم رکھا[9]۔

قوامیت کی بنیادیں: وہبی اور کسبی فضائل (The Two Pillars: Innate and Acquired)

مفسرین نے قوامیت کی اس عظیم عمارت کو دو مضبوط ستونوں پر استوار کیا ہے، جن کا تذکرہ قرآن نے " بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ "اور" وَبِمَا أَنْفَقُوا "کے الفاظ میں کیا ہے۔

وہبی فضیلت (The Innate/Divine Pillar)

یہ وہ فطری، خلقی اور حیاتیاتی خصوصیات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نظامِ کائنات کی تقسیمِ کار کے لیے مردوں کو ودیعت کی ہیں۔ امام سمرقندیؒ اور امام رازیؒ اس کی گہری تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مردوں کے مزاج میں" حرارت اور یبوست "(گرمی اور خشکی) کا غلبہ ہوتا ہے، جو انہیں جرات، استقلال، قوت اور مشکل حالات میں سرد جنگی کے ساتھ فیصلے کرنے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ اس کے برعکس، عورتوں کے مزاج میں" رطوبت اور برودت "(نرمی اور ٹھنڈک) غالب ہوتی ہے، جو شفقت، ممتا اور نزاکت کا باعث ہے۔[10]

- **عقلی وجسمانی برتری :** مردوں میں انتظامی تدبیر (Siyasah)، دور اندیشی (Hizm) اور سخت جسمانی مشقت اٹھانے کی قوت زیادہ رکھی گئی ہے تاکہ وہ خاندان کا دفاع کر سکیں۔

- **مذہبی و منصبی اعزازات :** نبوت، امامتِ کبریٰ، خلافت، جہاد، اذان، خطبہ، اور جمعہ وجماعت کی حاضری جیسے فرائض اسی وہبی فضیلت کے مظاہر ہیں۔ نیز شہادت (گواہی) اور وراثت میں مرد کا حصہ اسی بنا پر زیادہ رکھا گیا ہے کیونکہ اس پر ذمہ داریوں کا بوجھ زیادہ ہے۔[11]

کسبی فضیلت (The Acquired/Financial Pillar)

یہ وہ معاشی ستون ہے جسے مرد اپنی محنت اور تگ ودو سے حاصل کرتا ہے۔

- **مالی کفالت کا بوجھ :** مرد پر شرعاً لازم ہے کہ وہ عورت کو مہر ادا کرے اور اس کے تمام تر اخراجات (نان، نفقہ، لباس، رہائش، علاج) کا ذمہ اٹھائے، چاہے بیوی خود کتنی ہی مالدار کیوں نہ ہو۔

- **اہم نکتہ : (The "So What?" Factor)** امام قرطبیؒ اور علامہ آلوسیؒ نے یہاں ایک نہایت اہم قانونی بحث چھیڑی ہے کہ اگر یہ معاشی ستون گر جائے، یعنی مرد نفقہ دینے سے مکمل عاجز ہو جائے یا جان بوجھ کر کوتاہی کرے، تو کیا اس کی قوامیت برقرار رہے گی؟ جمہور مفسرین، بالخصوص امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک، نفقہ سے عاجزی کی صورت میں مرد کی قوامیت کی قانونی اساس ختم ہو جاتی ہے اور یہ " فسخِ نکاح " کی ایک جائز بنیاد بن سکتی ہے۔ کیونکہ جب قوامیت کا مقصد (کفالت و تحفظ) ہی فوت ہو گیا، تو اس کی اتھارٹی کا جواز بھی باقی نہیں رہتا[12]۔

مفسرین کرام کا نقطہ نظر (Detailed Analysis of Exegetical Perspectives)

قوامیت کا تصور تفسیری تاریخ میں مختلف علمی نہج پر پروان چڑھا۔ ذیل میں جلیل القدر مفسرین کی آراء کا تفصیلی تجزیہ پیش ہے:

.1 امام طبریؒ (متوفی 310ھ): امارت اور قانونی استثنائیات

امام طبریؒ نے اسلاف کے آثار کی روشنی میں قوامیت کو " امارت (Leadership) " سے تعبیر کیا ہے۔ آپؒ کے نزدیک مرد عورت پر ایسا ہی امیر ہے جیسے رعایا پر حکمران ہوتا ہے۔ آپؒ نے خاص طور پر اس بات پر زور دیا کہ قوامیت کا مطلب عورتوں کے ہاتھوں کو ان امور سے روکنا ہے جو اللہ یا شوہر کے حق میں کوتاہی کا باعث بنیں۔ امام طبریؒ نے اس بات کی بھی وضاحت کی کہ شوہر کو تادیب کے لیے ہلکی ضرب کا حق ہے، لیکن یہ ضرب " غیر مبرح " (غیر تکلیف دہ) ہونی چاہیے۔ آپؒ کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ثابت کیا کہ میاں بیوی کے درمیان تھپڑ یا زخم پر وہ قصاص نہیں جو اجنبیوں میں ہے، بلکہ یہاں دیت (عقل) کا قانون چلے گا، تاکہ خاندان کا وقار پامال نہ ہو[13]۔

امام ماتریدیؒ (متوفی 333ھ): حقِ خدمت اور معاشی معذوری کا فلسفہ

امام ماتریدیؒ نے ایک نہایت انوکھا اور عقلی نکتہ پیش کیا کہ قوامیت دراصل عورت کی " معاشی معذوری " کا الٰہی حل ہے۔ چونکہ عورت خلقی طور پر سخت مشقت، بیرونی سفر اور تجارت کے لیے کمزور بنائی گئی ہے، اس لیے مرد پر اس کی " خدمت " فرض کر دی گئی۔ آپؒ

فرماتے ہیں کہ اگر مرد بوڑھا، بیمار یا اپاہج ہو کر کسبِ معاش سے عاجز ہو جائے، تو اس کی حالت " عورت جیسی "ہو جاتی ہے اور اس کا نفقہ اس کے قریبی رشتہ داروں پر واجب ہو جاتا ہے۔ یوں آپؒ نے قوامیت کو " حقِ خدمت "(Right of Service) سے جوڑا، نہ کہ کسی پیدائشی حقِ حکمرانی سے[14]۔

امام سمرقندیؒ و امام ثعلبیؒ: نفسیاتی ساخت اور سماجی تحفظ

امام سمرقندیؒ نے مزاجوں کے فرق (گرمی بمقابلہ ٹھنڈک) کو بنیاد بنا کر یہ ثابت کیا کہ مردوں کی عقل اور تدبیر میں وہ شدت ہوتی ہے جو خاندان کو بیرونی آفات سے بچاتی ہے۔[15] امام ثعلبیؒ نے ایک جرات مندانہ پہلو یہ بیان کیا کہ عورت کتنی ہی مالدار کیوں نہ ہو، شوہر کے بغیر وہ سماجی طور پر " مسکینہ "(بے سہارا) ہے، کیونکہ قوامیت اس کے گرد ایک ایسا حفاظتی قلعہ ہے جو اسے معاشرے کی دست برد سے بچاتا ہے۔ آپؒ نے ان تمام مذہبی اعزازات کی فہرست دی (جیسے جہاد، امامت) جو مرد کی قوامیت کی تائید کرتے ہیں (12)[16]۔

امام قشیریؒ (متوفی 465ھ) و ابن عجیبہؒ: صوفیانہ و اخلاقی زاویہ

امام قشیریؒ نے " لطائف الاشارات "میں قوامیت کو " قوت اور بوجھ " کے تناسب سے دیکھا ہے۔ ان کا مشہور قاعدہ ہے " :**الحمل علی حسب القوۃ** "(بوجھ قوت کے مطابق ہوتا ہے)۔ اگر مرد کو قوت دی گئی ہے تو اس پر ذمہ داریوں کا بوجھ بھی پہاڑ جیسا ہے۔ آپؒ نے تادیب کو " آدابِ عشرت " قرار دیا اور کہا کہ اگر وعظ سے کام چل جائے تو انگلی اٹھانا بھی حرام ہے۔[17] ابن عجیبہؒ نے اس کا باطنی پہلو یہ نکالا کہ جس طرح مرد عورت پر قوام ہے، اسی طرح سالک کو اپنے " نفس "پر قوام ہونا چاہیے، تاکہ وہ اسے قابو میں رکھ کر اللہ کی طرف مائل کر سکے[18]۔

امام رازیؒ (متوفی 606ھ): علمی و عملی کمال کا علمی تجزیہ

امام رازیؒ نے انسانی کمال کو دو ستونوں پر تقسیم کیا ہے" : علم (Knowledge) "اور" قدرت (Power) "۔ آپؒ کے نزدیک مردوں کو ان دونوں میدانوں میں فطری فوقیت حاصل ہے۔ عقل کی پختگی اور صحیح نظریات تک رسائی (علم) اور پھر ان کو نافذ کرنے کی جسمانی سکت (قدرت) مرد کو قدرتی طور پر " سلطان "اور" امیر " کے منصب پر فائز کرتی ہے۔ آپؒ نے " صفاتِ حقیقیہ "(علم و قدرت) اور" احکام شرعیہ "(میراث و گواہی) کے درمیان فرق کر کے قوامیت کو ایک سائنسی بنیاد فراہم کی[19]۔

امام قرطبیؒ (متوفی 671ھ) و علامہ آلوسیؒ: قانونی ربط اور حقِ فسخ

ان مفسرین نے قوامیت کو مالی انفاق کے ساتھ سختی سے مشروط کیا۔ امام قرطبیؒ کے نزدیک اگر مرد نفقہ نہیں دیتا تو وہ قوام نہیں رہتا اور عورت اس کی اطاعت کی پابند نہیں[20]۔ علامہ آلوسیؒ نے اس کی نحوی بلاغت پر بحث کرتے ہوئے بتایا کہ " قوام "کا صیغہ مبالغہ مرد کی جبلت میں موجود " نگرانی کے وصف " کو ظاہر کرتا ہے۔ انہوں نے وراثت میں مرد کے دوہرے حصے کو اسی قوامیت کے مالی بوجھ کا صلہ قرار دیا ہے[21]۔

امام زمخشریؒ، امام بغویؒ و امام ابن کثیرؒ: مذہبی اعزازات کی فہرست

ان مفسرین کرام نے قوامیت کے " وہبی "پہلو کو ثابت کرنے کے لیے دس سے زائد مذہبی اعزازات گنوائے ہیں، جن میں نبوت، امامت، جہاد، اذان، خطبہ، اعتکاف، جمعہ، شہادتِ کاملہ، اور ولایتِ نکاح شامل ہیں۔[22] امام زمخشریؒ کے نزدیک ولایت کا حق محض غلبے سے نہیں

بلکہ " اہلیت " سے ملتا ہے[23]۔ ابن کثیرؒ نے اس پر مہر لگا دی کہ مرد کی حکمرانی اس کی عقل اور دین کی تکمیل کا نتیجہ ہے[24]۔

جدید مفسرین (محمد عبدہؒ و رشید رضاؒ): عمرانی ریاست کا ماڈل

تفسیر المنار میں خاندان کو ایک " چھوٹی ریاست " کے ماڈل پر پیش کیا گیا ہے۔ علامہ رشید رضاؒ کے مطابق، جس طرح ایک ریاست میں وزارتِ داخلہ اور وزارتِ دفاع الگ ہوتی ہیں، اسی طرح گھر میں عورت " وزارتِ داخلہ " کی سربراہ ہے اور مرد " رئیسِ اعظم " ہے جو دفاع اور مالیات کا ذمہ دار ہے۔ یہ ایک فعال " تقسیمِ کار (Division of Labor) " ہے، نہ کہ برتری کا کوئی تمغہ[25]۔

قوامیت کے عملی مصداقات اور حدود (Practical Manifestations and Boundaries)

قوامیت کوئی بے لگام طاقت نہیں بلکہ شرعی حدود کے اندر مقید ہے۔

1۔ انتظامی مصداقات (Administrative Manifestations)

خاندان کا مرکزی نظم و ضبط برقرار رکھنا مرد کی ذمہ داری ہے۔ اس میں گھر کے اہم فیصلے، بچوں کی تعلیم و تربیت کی سمت کا تعین، اور زوجہ کو ایسے کاموں سے روکنا شامل ہے جو خاندانی وقار کے منافی ہوں۔ مرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ زوجہ کو بلا ضرورت گھر سے باہر جانے سے روکے تاکہ گھر کے داخلی نظم میں خلل نہ پڑے[26]۔

2۔ مالی مصداقات (Financial Manifestations)

مرد کی قوامیت کا سب سے بڑا ثبوت اس کی مالی جوابدہی ہے۔ بیوی چاہے کتنا ہی کما لے، اس کی تمام ضروریات مرد کے ذمے ہیں۔ قوامیت مرد کو بیوی کے مال پر قبضہ کرنے کا حق نہیں دیتی، بلکہ اسے اپنا مال بیوی پر خرچ کرنے کا مکلف بناتی ہے۔ یہ " کفالتِ عامہ " کا ایک خودکار نظام ہے[27]۔

3۔ تادیبی مصداقات اور اصلاحی مراحل (Disciplinarian Manifestations)

اگر زوجہ 'نشوز' (سرکشی) اختیار کرے، تو قرآن نے تین اصلاحی مراحل بیان کیے ہیں جو سزا کے لیے نہیں بلکہ " تحفظِ اخلاق " کے لیے ہیں:

- ✓ **وعظ و نصیحت**: محبت اور نرمی سے سمجھانا۔
- ✓ **علیحدگی (ہجر)**: بستر الگ کر لینا تاکہ اسے شوہر کی ناراضگی کا احساس ہو۔
- ✓ **ضربِ غیر مبرح**: یہ آخری اور علامتی حربہ ہے، جس کی حد یہ ہے کہ چہرے پر نہ مارا جائے، ہڈی نہ ٹوٹے اور کوئی زخم نہ آئے۔ امام طبریؒ کے بقول، یہ محض ایک تادیبی تنبیہ ہے[28]۔

نتائجِ تحقیق (Research Findings)

اس جامع تحقیقی مطالعے سے درج ذیل نتائج اخذ کیے گئے ہیں:

https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/9 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.4, Issue.1 (2026) PRINT - ISSN- 3006-5941

1. **انتظامی بوجھ :** قوامیت مرد کی برتری کا تمغہ نہیں بلکہ ایک بھاری" انتظامی بوجھ (Administrative Burden) "ہے، جو خاندان کے استحکام کے لیے مرد کے کندھوں پر ڈالا گیا ہے۔

2. **معاشی مشروطیت :** مرد کی قوامیت اس کی مالی جوابدہی (Financial Accountability) کے ساتھ گہرا تعلق رکھتی ہے۔ اگر معاشی کفالت مفقود ہو جائے، تو قوامیت کا شرعی جواز بھی متزلزل ہو جاتا ہے۔

3. **فطری ہم آہنگی :** قوامیت کا تصور انسانی جبلت، نفسیاتی ساخت اور حیاتیاتی فرق (Biological Differences) کے عین مطابق ہے، جو خاندان کو ایک فعال ریاست میں بدل دیتا ہے۔

4. **تحفظ کی ڈھال :** یہ نظام عورت کے وقار، معاشی تحفظ اور عائلی حقوق کا ضامن ہے۔ قوامیت عورت کو معاشی جدوجہد کی تلخیوں سے بچا کر اسے نسلِ انسانی کی پرورش جیسے عظیم فریضے کے لیے پر سکون ماحول فراہم کرتی ہے۔

حوالہ جات

[1]۔ **محمد رشید رضاؒ، تفسیر المنار**، الهيئۃ المصريہ العامہ، 1990، ج4، ص290-291؛ ج5، ص55-58۔

[2]۔ **حسین بن مسعود بغویؒ، معالم التنزیل تفسیر البغوی**، دار طیبہ، 1997، ج2، ص206 تا207؛ امام راغب اصفہانیؒ، تفسیر الراغب الأصفہانی، ج3، ص1221 تا1222۔

[3]۔ امام زمخشری، محمود بن عمر، تفسیر کشاف، دار الكتاب العربي، بیروت، 1407ھ، ج1، ص505 تا506۔

[4]۔ امام طبری، أبو جعفر محمد بن جریر، تفسیر الطبری، دار ہجر، القاہرہ، مصر، 1422ھ، ج6، ص687 تا690۔

[5]۔ امام محمود آلوسیؒ، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم**، **دار الکتب العلمیہ**، 1415ھ، ج3، ص23-24۔

[6]۔ امام مجاہدؒ، تفسیر مجاہد، دار الفكر الإسلامي الحديثة، مصر۔ 1410ھ، ص274۔

[7]۔ قرآن کریم، سورۃ النساء، آیت: ۵۴۔

[8]۔ ابو الفداء، اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار الكتب العلمية، بیروت، 1419ھ، ج2، ص256۔

[9]۔ امام ابن جریر طبریؒ، تفسیر الطبری (جامع البیان)، ج6، ص687 تا690۔

[10]۔ **امام ابو اللیث سمرقندیؒ، بحر العلوم، دار الکتب العلمیہ**، ج1، ص299 تا300۔

[11]۔ امام رازی، أبو عبد الله محمد بن عمر، تفسیر کبیر، دار إحياء التراث العربي، بیروت، 1420ھ، ج10، ص70-71؛ ج11، ص297۔

[12]۔ امام قرطبی، محمد بن أحمد الأنصاري، جامع احکام القرآن، دار الكتب المصرية، القاہرہ، 1384ھ 2006، ج 5، ص 168 تا 169؛ علامہ آلوسیؒ، روح المعانی،، ج3، ص23۔

[13]۔ امام ابن جریر طبریؒ، تفسیر الطبری (جامع البیان)، ج6، ص687 تا690۔

AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/9 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.4, Issue.1 (2026) PRINT - ISSN- 3006-5941

[14]۔ ابو منصور ماتریدیؒ، تاویلات اہل السنہ ،دار الکتب العلمیہ،2005ء،ج3،ص156 تا159۔

[15]۔ امام ابو اللیث سمرقندیؒ، بحر العلوم (تفسیر السمرقندی)،ج1،ص299 تا300۔

[16]۔ امام ثعلبی، أحمد بن إبراهيم، الكشف والبيان، دار التفسير، جده، المملكة العربية السعودية،ج10،ص288 تا292۔

[17]۔ عبد الکریم قشیریؒ، لطائف الاشارات ،الہیئۃ المصریہ العامہ،ج1،ص330۔

[18]۔ امام احمد بن عجیبہؒ، البحر المدید فی تفسیر القرآن المجید،ج1،ص498 تا500۔

[19]۔ امام فخر الدین رازیؒ، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)،ج10،ص70-71؛ج11،ص297۔

[20]۔ امام ابو عبد اللہ قرطبیؒ، الجامع لأحکام القرآن (تفسیر القرطبی)،ج5،ص168 تا169۔

[21]۔ علامہ شہاب الدین آلوسیؒ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم،ج3،ص23-24۔

[22]۔ امام ابو محمد حسین بن مسعود بغویؒ، معالم التنزیل (تفسیر البغوی)،ج2،ص206 تا207۔

[23]۔ امام زمخشریؒ، الکشاف ،ج1،ص506۔

[24]۔ امام عماد الدین ابن کثیرؒ، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)،ج2،ص256۔

[25]۔ علامہ رشید رضاؒ (افادات: امام محمد عبدہؒ)، تفسیر المنار،ج4،ص290-291؛ج5،ص55-58۔

[26]۔ امام قرطبیؒ، الجامع لاحکام القرآن ،ج5،ص169۔

[27]۔ امام ماتریدیؒ، تاویلات اہل السنہ ،ج3،ص158۔

[28]۔ امام طبریؒ، جامع البیان ،ج6،ص692۔